

Registered L No. 89

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۳) | مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ | جلد (۳۲)

گذشتہ خبر

امیر البحر الیکسیف نے رپوٹ کی ہو کہ دریائے چملپنگ کے کنارے یراکچو کے قریب جو فوج کے دستے رات کے پہرے پر مقرر تھے اُنسے مقابلہ ہوا اور چینی پیادہ سپاہ پنگ ینگ میں مقیم ہو۔ جنرل ڈیلرے کی ترغیب سے چار سو اٹھاکو لوٹروں نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کی اطاعت قبول کی ہو اور بمبئی سے جنوبی افریقہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ سینٹ پیٹرز برگ سے خبر آئی ہو کہ سرحد پر تا حال بازار کارزار گرم نہیں ہوا۔ صرف ہراول کے دستوں سے خفیف مقابلے ہو رہے ہیں۔ مسٹر گارنگی رایل انسٹی ٹیوشن کو ایک چھپکلی کا پنجر نذر کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ یہ پنجر بیس گز لمبا ہو اور جنوبی امریکہ سے معدنی حالت میں دستیاب ہوا تھا۔ جنوکھم سے شملہ کو آتا ہوا ایک بنیا راستے میں بھیڑیوں نے چیر کر کھا لیا۔ **طویل العمر**۔ دنیا میں سب سے بڑی عمر والا زندہ آدمی روس کے شہر ماسکو میں موجود ہے۔ اُس کا نام ایزای روڈوفسٹی ہو اُس کی عمر ۱۲۶ سال کی ہو اور ابھی تک آنکھونکی بینائی اچھی ہے اس کا باپ بھی ۱۲۰ برس کی عمر کا ہو کر مرا تھا۔ جنرل کروپاٹکن سینٹ پیٹرز برگ سے روانہ ہو پڑے ہیں۔ وہ پہلے کوریا سے تمام فوجوں کو بلا لینگے۔ مئی میں جنگ شروع کرینگے اور امید کرتے ہیں کہ جولائی تک اس کام سے نپٹ جائینگے۔ کلکتہ میں ہیرسن روڈ بازار میں بھی برقی ٹراموے لیجانے کی اجازت ہو گئی ہے۔

چڑیا خانہ بمبئی سے ایک شیر چھوٹ گیا۔ اُس نے ایک آدمی پھاڑ ڈالا اور پھر وہ بندوق سے مار ڈالا گیا۔ چڑیا خانہ کلکتہ میں ایک پندرہ روز کا ہاتھی ہو اور ایک ہتھنی عنقریب ہی جننے والی ہو۔ مسٹر مرک گشتہ قسمت ملتان سے جزائر انڈیمن کے چیف کمشنر مقرر کئے گئے ہیں۔ مسز مسیری کاٹن صاحب کا بسٹ ولایت سے منگوایا ہو۔ ٹاؤن ہال کلکتہ میں افتتاح کرینگے۔ مسٹر تلک کو جال کے مقدمہ کی پیروی میں ۵۰ ہزار روپیہ صرف کرنا پڑا ہو۔ روسی نہیں مانتے کہ پورٹ آرتھر سے سخت نقصان اٹھایا ملکہ پہنچایا ہو۔ مطابق تحریر پایونیر الہ آباد مید اور قطعی طور پر ثابت معلوم ہوتا ہو کہ امیر کابل آیندہ گرمی کے موسم میں ہندوستان تشریف لائینگے۔ سات سو روسی رسالے جو ڈالنی کے ہسپتال میں تھے انہیں گاڑیوں میں بٹھا کر شمال کی طرف بھیجا جا رہا ہو تاکہ ہسپتال صاف کئے جائیں۔ جنرل مشچنکو نے کاسکی فوج کے ۵۰۰ آدمیوں سے پنگ ینگ کے نزدیک ٹھکانا کر لیا ہو۔ جنرل لن دچ ایک پیادہ فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ پورٹ آرتھر سے آخری خبر ہو کہ شہر میں راتن بالکل ختم ہو گیا ہو اناج کا نرخ روز بروز بڑھتا جاتا ہو اور شہر پر متواتر جاپانی حملوں نے سپاہ کے درمیان خاتمہ کا اثر پیدا کر دیا ہو۔ رچین کانگ اور یونگ کے درمیان بسبب آندھی کے کئی ایک چٹان نمبر ۳۳ پایونیر کی ایک پارٹی پر گر پڑے۔ سنا جاتا ہو کہ تین جانیں ہلاک ہوئیں اور ایک صوبہ دار اور دو سپاہی مجروح ہوئے۔ متصل مقام یونگ دن بھر کا کام ختم ہونے پر ایک حادثہ واقع ہوا۔ جس وقت کہ پارٹی اپنے ہتھیاروں وغیرہ کو اکٹھا کر رہی تھی اس وقت پہاڑ کا ایک ٹکڑا گرا تمام لاشیں ابھی تک نکالی نہیں گئی ہیں۔ یہ حادثہ پہاڑی پر گھر کے پڑنے سے ظہور میں آیا جو کہ سڑک بنائے جانے کے سبب کمزور ہو گئی تھی۔ ماہ رواں کی ۹ تاریخ کو شملہ میں جنابہ لیڈی کرزن صاحبہ کے ایک دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ ماں بیٹی دونوں بفضل خدا تندرست ہیں۔

۱۸ مارچ لنڈن۔ سول کی تاروں سے معلوم ہوتا ہو کہ جاپانی ۵۰ میل روزانہ کی رفتار سے ایک سو پونڈ کا بوجھ بارش اور آندھی میں سے لئے جا رہے ہیں۔ لنڈن یونیورسٹی اور یونیورسٹی کالج کے تجویز شدہ اتفاق کے متعلق مسٹر ڈانلڈ کری صاحب بہادر نے ایک لاکھ پونڈ میڈیکل تعلیمات کے جاری رکھنے کے لئے عطا فرمایا ہو۔ کرنیل سٹاپ فورڈ گرایرسن وار آفس بورڈ میں بعہدہ میجر جنرل ممتاز کئے گئے ہیں۔ لنڈن ۱۹ مارچ سکاٹ لینڈ نے انگلینڈ کو رگبی قومی میچ میں شکست دی۔ اس رو سے سکاٹ لینڈ بہادر ہو۔ لنڈن مارچ ۱۸۔ بادشاہ اور شہزادہ ویلیز ڈیوک آف کیمبرج کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے۔ واشنگٹن گورنمنٹ نے جاپانی وزیر ایم تکاہیرا کی درخواست سے مسٹر میک کارنک امریکن وزیر سینٹ پیٹرز برگ کو حکم ملا ہو کہ وہ کوشش سے اُن پچاس جاپانیوں کی جو کہ جنگ میں شریک نہیں اور سائبیریا میں ہیں برلن پہنچانے میں مدد کرے۔ لنڈن مارچ ۱۸۔ جاپانیوں نے شمالی کوریا میں انجو اور دریائے چنگ چنگ پر ڈیرے ڈال دئیے ہیں۔ سرکاری روسی رپوٹ سے بہت اندیشہ ہو کہ جاپانی توپ اور کچھ توپیں کوریا میں پکڑی ہو

ایڈیٹوریل نوٹس

تعصب کی عینک

تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ اس ظلمت کا زور یہانتک بڑھ جاتا ہے کہ انسان سے حق و باطل کی تمیز کا مادہ زائل ہو جاتا ہے ؛

تعصب کی عینک نے آجتک ہزارہا کا بیڑا ڈبو دیا ہے اور بے شمار لوگوں کو نابینا اور بے بصر کر کے گمراہی و ضلالت اور ابدی ہلاکت کے گڑھے میں ڈالا ہے لیکن صد حیف کہ ایسے حیرت انگیز اور عبرت خیز واقعات کو دیکھتے ہوئے بھی اکثر لوگ سوتے جاگتے خلا و ملا میں۔ ہر وقت اور ہر حالت میں تعصب کی عینک چڑھائے رہتے ہیں کاشکہ دنیا کا رنگ بدل جاوے اور بنی نوع انسان اَلتَّعَصُّبُ مِنْ [illegible] کو اچھی طرح سمجھیں اور یہ نہیں کہ اگر اوروں کو تعصب نے نقصان پہنچایا ہو تو یہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم تعصب سے دست بردار ہوں۔ ہم خود عقل رکھتے ہیں اور اپنے نفع و نقصان کی رعایت کر سکتے ہیں اگر ہم اپنے تجربہ سے دیکھینگے اور معلوم کرینگے کہ فی الحقیقت تعصب سے بد نتائج پیدا ہوتے ہیں تو اس سے دست بردار ہو جاوینگے کیونکہ اس تجربہ کا انجام بقول حافظ مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ یہ تجربہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی شخص اوروں کو زہر کھا کر اور آگ میں جلکر اور سمندر میں ڈوب کر مرتے ہوئے دیکھے اور کہے کہ جب تک میں اپنے ذاتی تجربہ سے نہ دیکھلوں اور خود زہر کھا کر اور آگ یا سمندر میں گر کر معلوم نہ کر لوں کہ زہر کھانے اور آگ یا سمندر میں گرنے سے انسان ہلاک ہو سکتا ہے ہرگز ہرگز زہر کھانے اور آگ یا سمندر میں کود پڑنے سے پرہیز نہیں کرونگا ؛

اگر کوئی شخص اس قسم کا تجربہ کرنے سے اپنے تئیں ہلاک کرے تو سب لوگ اُسے بیوقوف اور عقل کا اندھا کہینگے لیکن اکثر لوگوں کا یہی حال نظر آتا ہے کہ جبتک وہ اپنے ذاتی تجربہ سے اپنی تباہی اور بربادی کو دیکھ نہیں لیتے کسی کی نہیں سنتے۔ جب اُن کے سامنے خدا کی نجات پیش کیجاتی ہے اور اُنکی گمراہی اور خطرناک حالت سے اُنہیں متنبہ کیا جاتا ہے تو وہ عموماً یہی کہتے ہیں کہ جب ہم اپنے تئیں معرض خطر میں دیکھینگے اور نجات سے مایوس ہوکر جہنم کی طرف جانے لگینگے تو آپکی تعلیم اور آپکے دین کے متعلق غور و فکر کرینگے لیکن اب تو قبل از مرگ واویلا بے سود ہے۔ ہمیں آپکی انجیل اور انجیلی تعلیم اور نجات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم اپنے مذہب کو خواہ وہ کیسا ہی ہو اپنی نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں ؛

ناظرین یہ تعصب ہی ہے جو چشم حق بین کو حق بینی سے باز رکھتا ہے اور اُسے غبار عناد سے ایسا کور و بے نور کرتا ہے کہ راستی اور صداقت کے لمعان انوار کی جھلک اُسے کچھ بھی نہیں دکھا سکتی ؛

ہم اپنے معزز نامہ نگاروں سے نہایت ادب سے ملتمس ہیں کہ ازراہ عنایت اپنے مضامین کو خوب صاف کرکے اور نستعلیق خط میں لکھکر ارسال فرمایا کریں بعض اوقات مضامین ایسے شکستہ خط میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں کہ لکھے موسیٰ اور پڑھے خدا کی کہاوت بالکل صادق آتی ہے۔ کاتب سے اچھی طرح پڑھا نہیں جاتا اور وہ ایسے موقع پر یونہی انکل پچو جو کچھ اپنے زعم میں ٹھیک سمجھتا ہے درج کر دیتا ہے اور بعد میں شکایت کے خط آتے ہیں کہ ہمارا مضمون ٹھیک نہیں چھپا۔ کاتب کو ہدایت کیجاوے وغیرہ وغیرہ ؛

پھر بعض صاحب اپنا نام نہیں لکھتے اور اُن کے مضامین اگرچہ عمدہ اور چھپنے کے لائق ہوتے ہیں تو بھی گمنام ہونے کی وجہ سے پڑے رہتے ہیں اور جب اُن کے چھپنے کا بعض حالتوں میں موقعہ بھی گذر جاتا ہے تو شکایت کے خطوط آتے ہیں کہ ہمارا فلان مضمون نہیں چھپا۔ افسوس ہے ابتک نہیں چھپا ؛

ان ساری دقتوں کے دفعیہ کی غرض سے التماس ہے کہ جو صاحب اپنا قیمتی وقت خرچ کرکے پبلک کے فائدہ کے لئے اور نور افشاں کی امداد کی غرض سے وقتاً فوقتاً مضامین ارسال فرماتے ہیں ضرور صاف اور نستعلیق خط میں تحریر فرمایا کریں اور ازراہ عنایت آخر میں اپنے اسم شریف معہ تاریخ وغیرہ کے اندراج سے ممنون فرمایا کریں تاکہ آئندہ کے لئے کسی طرح کی شکایت اور کاتب کی ہدایت کی گنجائش نہ رہے ؛

کیا پولوس کیلئے یہ ممکن تھا کہ جب تک مسیح کو کامل طور سے الٰہی شخص تسلیم نہ کرتا اور دل سے قائل نہ ہو جاتا اُس کے حق میں اس قسم کے خیالات ظاہر کرتا اور ایسے کلمات لکھتا جو اُس کی الوہیت کو ایسے صاف طور سے بیان کرتے ہیں بیشک وہ صدق دل سے اُسپر ایمان رکھتا تھا اور عمر بھر اُس نے اپنے وعظ و کلام اور اس ایمان میں اعلےٰ درجہ کی موافقت دکھائی۔ وہ منادی کرتے وقت ہمیشہ یسوع مسیح کو اس صورت میں پیش کرتا تھا کہ تمام آدم زاد اُس سے ایسی محبت رکھیں جیسی کہ خدا سے رکھنی واجب ہے اور اُس کے ایسے فرمانبردار ہوں جیسے خدا کے۔ اُسپر بھروسہ کریں۔ اُسمیں مسرور رہیں اور اپنے جسم و جان کو ہمیشہ کے لئے ایسے طور پر اُسے سپرد کریں جیسے کہ خدا تعالےٰ کو سپرد کرنے کا حق ہے جس بات کی وہ اوروں سے آرزو رکھتا تھا اُس پر خود عمل کرتا تھا۔ پولوس کی زندگی کا زور اور سرچشمہ کیا تھا؟ اُس نے خود کہا کہ میں جو اب جسم میں زندہ ہوں سو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے زندہ ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی۔ میں زندہ ہوں پر تو بھی میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔ مسیح کے وسیلہ سے جو مجھے طاقت بخشتا ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اُس کے پاک ارادہ کا خاص مقصد کیا تھا؟ یہی کہ مسیح کو حاصل کرے۔ اُس کے لئے مسیح کے ساتھ رہنا بہشت میں رہنا تھا پس اگر ہمارے لئے بھی اُس کے ساتھ رہنا بہشت میں رہنا ہو تو اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ ہماری زندگی بھی پولوس کی سی زیادہ آسمانی برکات سے معمور زندگی ہوگی ؛



مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۶۹) سوال

دو شخص جن پر دیو چڑھے تھے قبروں سے نکلکر اُسے ملے۔ وے ایسے تند تھے کہ کوئی اُس راستہ سے چل نہ سکتا تھا اور دیکھو انہوں نے چلا کے کہا اے یسوع خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام تو یہاں آیا کہ وقت سے پہلے ہمیں دکھ دے ....سو دیوؤں نے اُس کی منت کرکے کہا اگر تو ہمکو نکالتا ہو تو ہمیں اُن سؤروں کے غول میں جانے دے تب اُس نے انہیں کہا جاؤ اور وے نکلکر اُن سؤروں کے غول میں گئے اور دیکھو سؤروں کا سارا غول کنارے پر سے دریا میں کودا اور پانی میں ڈوب مرا (متی ۸: ۲۸-۳۲)۔

(محقق) بھلا یہاں ذرا غور کیجئے کہ یہہ سب باتیں جھوٹی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ مردہ قبرگاہ سے کبھی نہیں نکل سکتا وے کسی کے پاس نہ جاتے نہ بات چیت کرتے ہیں۔ یہہ سب باتیں جاہلوں کی ہیں جو نرے جنگلی ہوتے ہیں۔ وے ایسی باتوں پر اعتقاد کرتے ہیں۔

(رہبر) ان باتوں پر اعتقاد رکھنے والے سب ماجرہ آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور اِس لئے اُنکو ماننا پڑا تھا پنڈت جی کو تو وہ سب جنگلی نظر آتے تھے مگر وہ لوگ پھر بھی ایسے جاہل نہیں تھے جیسا پنڈت جی نے اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے کیونکہ وہاں یہہ نہیں لکھا ہے کہ وہ دیوزدہ مُردے تھے مگر چونکہ دیوزدہ تھے اِس لئے قبروں میں رہتے تھے۔ وہ قبریں سخت پہاڑیوں میں کھودی ہوئی ہوتی تھیں جیسے کوٹھڑی ہوتی ہے اور اب تک اُس جھیل گنیسرت کے کنارے پہاڑوں میں ویسی قبروں کا بقیہ جابجا موجود ہے۔ سو پنڈت جی کا سوال ہی جاہلانہ ہے۔

(محقق) پھر اُن سؤروں کا خون کروایا۔ سؤر والوں کے نقصان کرنے کا گناہ یسوع کو ہوا ہوگا اور سؤر والوں کا نقصان کیوں نہ بھر دیا؟

(رہبر) پنڈت جی کو سؤروں کے ہلاک ہوجانے کی بڑی چنتا ہوئی۔ اور دیکھئے خداوند یسوع نے انسان کی جانکی رکھیا کی کہ اُن دو آدمیوں کو بدروحوں سے بچا دیا جنکی آدر لوگ ڈر کے مارے پرواہ نہیں کرتے تھے اور سؤروں کو اُن بدروحوں کے ذریعہ ہلاک ہونے دیا جنکی لوگ حفاظت اور پرورش کرتے تھے۔ ہندو آریہ بھی ایسے سبق کے محتاج ہیں۔ باقی سؤر والوں کے نقصان کی بابت معلوم ہوتا ہے کہ خداوند اُس واقعہ سے دیگر لوگوں پر بھی اپنے تئیں ظاہر کرے اور شیاطین کے ذریعہ سے سؤر مارے جانے دئیے تاکہ چرانیوالے فوراً اور اپنے طور پر باقی لوگوں کو خبر دیویں چنانچہ وے لوگ آئے اور دیکھا۔ مگر سؤروں کی قیمت نہ مانگی اور صرف یہہ کہا کہ ہماری سرحد سے چلاجا۔ اِس لئے خداوند نے اُن کا نقصان نہ بھرا۔ مگر درحقیقت اُس نے اُن سؤروں کی قیمت سے زیادہ قیمت دار سلوک کردیا تھا کہ اُن کے دو آدمی بچا دئیے تھے اور اِس لئے خود بھی سؤروں کی قیمت دینے پر کوئی سوال یا اصرار نہ کیا۔

(محقق) کیا آجکل کے تعلیم یافتہ عیسائی اور انگریز لوگ ان گپوڑوں کو بھی مانتے ہیں؟

(رہبر) آجکل کے تعلیم یافتہ عیسائی ہر ملک میں خداوند یسوع کی اُس الٰہی قدرت کے ثبوت خود بھی دیکھتے ہیں اور اِس لئے اِن صداقتوں کے قائل ہیں۔ دیکھئے دیدار مہابھارت کے بیانوں سے معلوم ہوا کہ دیوتوں نے دیتیوں کو مغلوب کرکے اِس دنیا سے نکالدیا تھا لیکن وہ پھر بھی نہ نکلے اور اُن کتابوں میں دیوتوں اور دیتیوں کی لڑائیوں کا جھگڑا برابر چلا آتا ہے اور اب تک ہندو بدروحوں سے خوف زدہ رہتے اور اُن کے آگے قربانیاں کرتے اور اُن کے بُت بنا کر پوجتے ہیں* اور ویدوں اور مہابھارت کے خیالی جھگڑوں سے آدم زاد کو کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ وہ سب باتیں محض خیالی بناوٹیں تھیں۔ لیکن جن جن قوموں نے خداوند یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا ہے اُن میں سے بدروحوں کا راج درراج بالکل جاتا رہا ہے ویسا جیسا گدرینیوں کے درمیان سے خداوند نے خارج کیا تھا اور خداوند کے وہ کام تو صرف نمونہ تھے اِس کام کے کہ خدا کا بیٹا اِس لئے ظاہر کیا گیا کہ شیطان کے کاموں کو نیست کرے (۱-یوحنا ۳: ۸) اسکے متعلق مفصل بیان سوال ۵۵ کے جواب میں آچکا ہے۔

* ۱-اقرنتھیوں ۱۰: ۱۹ و ۲۰ - احبار ۱۷: ۷ - استثنا ۳۲: ۱۷ - زبور ۱۰۶: ۳۷۔

انسانی تباہی میں انسانکی شرافت کے بقئے

تواریخ سے ظاہر ہے کہ جب کبھی ایک قوم یا گروہ نے کسی وقت دوسری قوم سے شکست کھائی اور اپنی خوشی یا راحت اور آرام و آسائش کے سامان کھو دیئے تو بار بار اپنی پہلی حالت کے حاصل کرنیکی کوشش کی۔ یہہ نہیں کہ مفتوح قوم اپنی موجودہ حالت پر قانع ہوگئی ہو اپنی بحالی کے لئے سخت کوشش کی۔ جب انگلینڈ کو رومی قوم نے فتح کیا تو جب تک کہ رومیوں کا بوریا بستر نہ بندھوا دیا یہہ مفتوح قوم کبھی آرام سے نہ بیٹھی۔ جب ہندوستان پر اہل اسلام کا غلبہ ہوا تو ہندوؤں نے جب تک کہ اسلامی سلطنت کو خاک میں نہ ملا دیا آرام نہ لیا۔ جب یونان پر فارسی چڑھائیاں ہوئیں تو اہل یونان نے دم نہ لیا جب تک کہ اپنی آزادی قائم نہ کی اور فارس کو فتح نہ کیا۔ قس علیٰ ہذا القیاس۔ پس ان مثالوں اور اُن تمام مثالوں سے جو انکی مانند ہیں یہہ ظاہر و ہویدا ہوتا ہے کہ یہہ بات انسان کی جبلت میں پائی جاتی ہے کہ وہ خواہ کسی ہی فتح سے مفتوح کیا جائے تو بھی وہ اپنی سرفرازی کے ایام کو مشکل سے فراموش کرتا ہے۔ یہی حال انسان کی اخلاقی شکستگی میں دکھائی دیتا ہے جس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ انسان اپنی تباہی سے پیشتر کسی اعلیٰ سرفرازی کے زینے پر تھا۔

اُن نشانات میں سے جو انسان کی شرافت اور بلند مراتب ہونے کو ظاہر کرتے ہیں ایک نشان اُس کی تباہ حالی میں یہہ پایا گیا ہے کہ ہر ایک قوم کے ہر ایک شخص نے

کسی نہ کسی وجود کو اپنے سے بزرگتر مانا ہو۔ اگرچہ یہہ بزرگی کسی غیر بزرگ ہستی کو بھی دی جاتی رہی پر اپنے سے بزرگ ہستی کے خیال پر دشمن انسان کا کبھی قبضہ نہ ہو سکا انسان کے ضمیر پر اسطے اور بزرگتر ہستی کی گرفت پڑی ہی رہیں اور حقیقی بزرگ ہستی کی بزرگی کا علم انسان سے دور نہ ہو سکا اگرچہ بزرگی کے موصوف تبدیل ہو گئے۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک انسان اپنی طرف سے بتوں اور بھوتوں اور قدرت کی قوتوں کی خدا کی سی عزت کرتا رہا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرنے سے اپنی جبلی لیاقت کا اظہار کرتا تھا اور ایسا کرنے سے کسی کی مدد سے اپنی خفت اور اقبالمندی کا طلبگار تھا جسے وہ کسی زمانہ میں کھو چکا تھا۔

اِس کے سوا قریباً ہر ایک قوم کے ہر ایک بشر کی طبیعت کبھی موجودہ حالت میں دکھ اور مصیبت پر قانع نہیں ہوئی۔ انسان کی شرافت کا یہہ ایک اور نشان پایا گیا ہے مگر انسان نے اپنے سلسلہ میں کبھی خوشی اور راحت کے ایام نہ دیکھے ہوتے تو یہہ ضرور حیوانوں کی طرح حال مست ہوتا اور دکھوں اور مصیبتوں میں بے فکر ہو کر خوش رہتا۔ لیکن ہمکو حضرت انسان کی بیقراریاں یاد ہیں جو انسان کی شرافت پر صاد کرتی ہیں۔

پھر انسان آرام اور آسائش کا شروع ہی سے متلاشی پایا گیا ہے۔ ہر ایک قوم حال میں آرام کی متلاشی دیکھی گئی ہے اگر انسان آرام اور خوشی کا گیرندہ تھا تو اپنی کونسی خوشی اور راحت کے لئے دیوتاؤں سے دعائیں کیا کرتا تھا۔ پس اِندر اور وایو وغیرہ سے بلک بلک کر آرام وچین کے لئے دعائیں کرنا انسان کی پہلی خوشی اور آرام کے زمانہ کی حالت کو ظاہر کرتا ہے جو اسے کسی وقت حاصل تھا۔ سوائے اس کے اور کوئی باعث نہیں۔

علاوہ اِس کے محنت انسانی اور جدوجہد بشری میں یہہ امر دیکھا جاتا ہے کہ انسان پرانی غلامی سے رہائی کا طلبگار ہے۔

طرح طرح کے مذاہب کا انسان میں پایا جانا اُس کی رہائی کی کوشش کا ثبوت ہے اور پُرانے دقیانوسی مذاہب کا ترک کرنا نئے نئے مذاہب کی تلاش اور پیروی کا شیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انسان کسی بڑے دشمن سے مقابلہ کرنے کی تیاری میں ہے اور یہہ تیاری یقیناً کسی اور مقصد کیلئے نہیں مگر انسانی شرافت اور اقبالمندی کی کل دنیا کو فتح کرنے کی غرض سے ہے۔ پس ناظرین اگرچہ انسان کی خوبی اور شرافت دشمن کے پاؤں تلے خوب روندی گئی اور انسان کسی زمانہ میں اپنے مرتبہ کو کھو کر نہایت ذلیل مخلوق ہو گیا تو بھی اُسمیں شرافت کے تقیضے پائے جاتے ہیں جو ظاہر کر رہے ہیں کہ انسان جیسا کہ اب دکھائی دیتا ہے ابتدا ہی سے ایسا نہ تھا بلکہ ابتدا میں اُس نے نہایت اچھے دن دیکھے ہیں جنکے حصول کیلئے وہ مدت مدید سے آج کے دن تک کوشش کرتا آیا ہے۔

بشریت

انسان بشر ہے اور اُسکی بشریت کا تقاضہ اُس کو سوا گناہ و خطا کے اور کوئی خدا کی مرضی کا کام کرنے نہیں دیتا۔ انجیل مقدس میں رسول اِسیواسطے کہتا ہے کہ جب میں نیکی کیا چاہتا ہوں تو بدی میرے سامنے موجود ہوتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ انسان اگر چاہے کہ نیکی کا عامل بن جاوے تو اُس کے لئے یہہ امر دنیا کی بڑی مشکلات میں سے ایک بڑا بھاری اور دقیق ہے کہ اس سے یہ سبب اس کے گناہ آلود طبیعت کے نیکی کا ہونا گویا ناممکن ہو گیا ہے اب تک ایک بھی ایسا آدمی دنیا میں نہیں گذرا کہ جس نے اپنی تمام عمر ایک بھی بدی نہ کی ہو بلکہ ہر ایک شخص متفق ہے کہ اُس سے بہت سی برائیاں سرزد ہوئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں اسواسطے کلام مقدس کا یہہ فرمان کہ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں سچ اور برحق ہے۔

اگر آدمی اپنے دلکو دیکھے اور اُس کو آزمائے تو وہ اس بات کو پا دیگا کہ اُس کے دل کا میلان بدی ہی اور گناہ کیطرف لگا ہوا ہے اس پر ایک بڑا نبی بھی صاف فرماتا ہے کہ میری ماں نے مجھے گناہ کیساتھ پیٹ میں لیا۔ غرضکہ نسلی اور جبلی گناہ کے سبب سے گناہ کا چشمہ دل میں موجود ہے تو پھر گناہ کی کیا کمی ہے جبکہ جڑ موجود ہے تو ڈالیاں ضرور نکلینگی۔

بشریت کے سبب سے جبکہ گناہ دل میں موجود ہے تو خدا جو پھر بھی انسان کو گناہ سے بچانا چاہتا ہے فرماتا ہے کہ گناہ تیرا ارادہ رکھتا ہے پر تو اُس پر غالب آ جیسا کہ قائن کو کہا تھا مگر گناہ کا زور بڑھتا جاتا ہے اور بشریت کا تقاضہ زور پکڑتا جاتا ہے اور آخرکار فتحمندی گناہ ہی کو ہوتی ہے اور انسان گناہ ہی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اُسکی وجہ یہی ہے کہ گناہ کا سوتا موجود ہو گیا ہے جو ترک نہیں ہو سکتا دوئم انسان کا مخالف شیطان جو آسمان سے زمین پر گرایا جا چکا ہے اب آدمی کو بہکانے کے سوا اُس کا کچھ کام ہی نہیں۔ برابر تمام آدمیوں کو گناہ میں ڈالنے اور ہلاکت کے لائق بنانا چاہتا ہے۔

لیکن اب خدا نے جو کسی گنہگار کی موت نہیں چاہتا بلکہ اُس کی مرضی یہہ ہے کہ گنہگار بچائے جاویں ایک ایسا کامل وسیلہ ٹھہرایا ہے جس کے سبب سے آلودہ گنہگار پاک وصاف بنائے جاویں اور وہ پاک وصاف کرنیوالا ذات الٰہی کا تیسرا اقنوم روح القدس ہے جو اُس وقت گنہگار پر نازل ہوتا ہے اور اُسمیں اپنے جلالی اثر سے تبدیلی پیدا کرتا ہے جس وقت گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر کے خداوند یسوع مسیح الٰہی ذات کے دوسرے اقنوم پر ایمان لے آتا ہے اور اِس طور سے مکمل نجات کی بخشش مُفت میں گنہگار کو مل جاتی ہے اور پاکیزگی اور ابدی راحت وہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور گنہگار مُتبدل ہو کر بشریت کے تقاضے سے نکل کر اور پاک بنکر قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے اور جنتی بن جاتا ہے کاشکہ سب اِس نجات بخش ایمان کے پیرو بن جاویں اور پاک کلام کی بشارت کے بموجب خدا باپ اور خدا بیٹے اور خدا روح القدس کے ایمان میں قائم ہو کر برکتوں اور نعمتوں کے چشمہ سے فیضیاب ہوں۔

راقم جے۔ ایس

مذاق

کلرک "جناب یہہ چٹھی اِس بُری لکھی ہوئی ہے کہ بالکل پڑھی ہی نہیں جاتی"۔ منیجر (چٹھی کو ایک سرے سے دوسرے تک پڑھکر) "اِس چٹھی کو تو اندھا بھی پڑھ سکتا ہے"۔ کلارک "خیر آپ ہی پڑھیں"۔



تذکرۂ حکمائے یونان

فلاسفی پہلے پہل اُسوقت آغاز کرتی ہے جبکہ انسان کو ظہورات کی طبعی اسباب سے کندیعت تشریح و توضیح کرنیکی ضرورت پڑتی ہے اور وہ اُس ضرورت پر عمل اور تجربہ کرتا ہے۔ یہہ ضرورت مختلف اقوام میں مختلف زبانوں میں مختلف صورت میں ظاہر ہوتی ہے مگر دیگر اقوام کی بہ نسبت یونانی قوم میں اشیا کے علم کی حس بڑے زور کے ساتھ ایک قائم رہنیوالی طاقت اور اُس کے حصول و نتائج کے مجموعے کو ظاہر کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یونانی فلاسفی اپنی علمی کاملیت اور بڑی منطقی صورت منکشفہ میں فی نفسہٖ بھرپور پائی جاتی ہے۔ لیک قدیم روایت ہے کہ قدیم یونانی فلاسفروں نے اور خصوصاً فیثاغورث اور دیماکرٹیس اور افلاطون وغیرہ نے اپنی فلاسفی مشرقی اقوام سے حاصل کی مثلاً مصر سے۔ سکندریہ مدرسے کے یہودی اس بات کے مدعی تھے کہ یونانیوں نے اپنی فلاسفی ہمارے نبیوں اور مقدس کتابوں سے لی ہے اور مسیحی آبا نے جو کلیمنٹ اور یوسیبیس سے لیکر وسطی زمانہ تک ہوتے چلے آئے ہیں اس امر کی تائید کی ہے۔ مگر جہاں تک ہماری نظر تحقیق جاتی ہے اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بیانات تواریخی واقعات سے نہیں لئے گئے ہیں اور نہ ہی شہادتیں بلکہ محض خیالات ہیں اور اگر ہم اُن کی اندرونی مشابہات سے یہہ نتیجہ نکالیں کہ یونانی فلاسفی مشرقی قیاسات پر مبنی ہے تو یہہ خیال اُسوقت زائل ہو جاتا ہے جب ہم یہہ سوچیں کہ وے خاص خاص تواریخی زمانہ میں موجود تھیں اور اُس امر کو جسے بعد کی تاویل نے اُنکی تعلیمات میں داخل کر دیا ہے نہ تو یونانیوں سے اور نہ مشرقیوں سے منسوب کریں۔ پس اُنکی موافقات اُن امور پر محدود ہیں جنکی بابت ہم اس تشریح کے طلبگار نہیں ہیں کہ یونانی فلاسفروں نے کل یا جزوی طور سے اپنی تعلیمات مشرقی ماخذوں سے لی ہیں۔ یہہ قیاس نہ صرف قابل استدلال ہی نہیں بلکہ اُس کے برخلاف بڑی وزندار اور قاطع وجوہات ہیں۔ وہ مشرقی قومیں جنسے کہ یونانیوں کو سکندر اعظم کے زمانہ تک واسطہ پڑا ہے اور جہانتک کہ ہمکو اُن کی بابت معلوم ہے علم الاصنام اور علم الخلقت العالم تو کفن تعیین مگر انہیں سے کسی کے پاس فلاسفی نہ تھی کسی نے اشیاء کی طبعی تشریح کرنیکی کوشش نہیں کی جو یونانی اہل خیال کی اپنی تشریحات کے لئے منبع ہو سکتی۔ اور اگر اُنمیں فلاسفی کی کچھ بو پائی بھی جاتی تو زبان کی مشکلات اُس کے یونانیوں تک پہنچنے کیلئے ایک بڑی سد راہ ہوتی۔ مگر برعکس اس کے یونانی فلاسفی میں اُس کے اپنے قومی نشانات پائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اُس قوم کے قدیم ترین فلاسفروں میں بھی اُن ظہورات میں سے ملتے ہیں جو عموماً اُس وقت نظر آتے ہیں جبکہ کوئی قوم اپنا علم باہر سے حاصل کرتی ہے (ڈاکٹر زیلر صاحب کی اوٹ لائنس آف دی ہسٹری آف گریک فلاسفی صفحہ ۲۹)۔

تواریخی ثبوت اور شہادتیں اس دعوے کے برخلاف ہیں۔ ہاں اتنا تو ہم ازروئے تواریخ کہہ سکتے ہیں کہ یونانی اباؤاجداد جب اپنے عام ایشیائی مکان سے جو تمام قوموں کا اصلی گہوارہ تھا جدا ہو کر اپنے نئے گھر یونان میں جا بسے تو اپنی بولی اور عادات اور اطوار میں اُس عام مذہبی اور اخلاقی اصول کو اپنے ساتھ لے آئے جو ایک زمانہ میں تمام اقوام کا عالمگیر اور مشترک مذہب تھا اور اگرچہ خود اس ملک میں بھی اگر وہ اپنے ہمسایہ مشرقی اقوام خصوصاً فونیکیوں اور مصریوں اور اسوریوں سے متاثر ہوئے کیونکہ انہوں نے فونیکیوں سے اور اسوریوں سے ابجد کے حروف اور سکوں اور وزن کا علم حاصل کیا تھا (گروٹ صاحب کی تاریخ یونان جلد ۲ صفحہ ۵۰۷ و ۵۰۹) اور یوسیفس کے بیان کے بموجب داسٹی کوئٹی آف دی جیوز (کتاب ۱ فصل ۸) علم نجوم اور ریاضی مصر سے ہو کر کسدیوں سے اُنکو پہنچا تھا۔ مگر یہہ ہرگز نہیں ہوتا کہ فلسفہ تعلیمات اور طریقہ میں بھی وہ دیگر اقوام کے طالب علم اور خوشہ چین تھے سو دیگر اقوام میں سائنس صرف کاہنوں اور پجاریوں ہی پر محدود تھا اور اس لئے وہ محض انکی مذہبی رسمیات اور روایات پر مبنی تھا۔ مگر یونانیوں میں یہہ صورت ہرگز نہ تھی اور وہ اشخاص جو فلاسفر کہلاتے تھے کاہن یا پجاری نہ تھے اور نہ ہی اُنہوں نے اپنی فلاسفی کی بنیاد اُن کی نظمی کتابوں پر ڈالی ہے اور اگرچہ ڈایوگنیس لائیرٹس رینیلے کا حوالہ دیکر کہتا ہے کہ تھیلس نے مصر میں جاکر علم ہندسہ سیکھا اور آج تک ہر مگر دائرہ کے اندر مثلث قائمۃ الزاویہ بنانا سکھلایا (صفحہ ۱۵) اور کہ کلیانوس نے فلاسفی کا مطالعہ مصر میں کیا تھا (صفحہ ۱۸) مگر ساتھ ہی اُس کے وہ اپنے دیباچہ میں کہتا ہے کہ وے جو یونانیوں کی لیاقتوں کو جنسے نہ صرف تمام فلاسفی بلکہ تمام نسل انسانی بھی صادر ہوئی ناواقفی کی وجہ سے بربریوں سے منسوب کرتے ہیں۔ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈایوگنیس لائیرٹس اپنے بیان میں متبائن ہے۔ مگر میری دانست میں ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ تھیلس اور کلیانوس کی بابت دیگروں کی رائے پیش کرتا ہے مگر اپنی رائے اُن کے برخلاف دیتا ہے گویا کہ وہ اُن کو غیر معتبر سمجھتا ہے۔ وہ افلاطون کے بھی مصر میں جانیکا ذکر کرتا ہے مگر فلاسفی کی تلاش اور تحصیل کے لئے نہیں بلکہ اس سبب سے کہ مصری لوگ اُن دنوں فن طبابت میں مشہور تھے (صفحہ ۱۱۵) اور خود افلاطون (الثمدن ۴۳۴ و القوانین ۷۴۷ ج میں) کہتا ہے کہ مصریوں اور فونیکیوں کی خاصیت فیلاخریماٹا یعنی زر کی دوستی ہے مگر یونانیوں کی صفت فیلاماتھس یعنی علم کی دوستی ہے۔ ارسطاطالیس (مابعد الطبیعیات پہلی کتاب اباب ۱ و ۹۸۱ ب ۲۳ میں) یہہ کہتا ہے کہ مصریوں نے علوم ریاضی دریافت کئے مگر وہ مصری یا مشرقی قوموں میں سے کسی کو فلاسفر کے نام سے موسوم نہیں کرتا اور نہ ہی یہہ بتاتا ہے کہ یونانیوں نے مصریوں یا دیگر مشرقی اقوام سے فلاسفی بھی سیکھی تھی درحالیکہ وہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ قدیم قوموں میں بعد کی تعلیمات کا سراغ لگاتا ہے۔ ہیرودوٹس کے زمانہ میں بھی ثابت ہوتا ہے کہ مصری پجاری ہرگز خیال نہ کرتے تھے کہ ہم ہی سے فلاسفی یونان تک پہنچی ہے۔ بلکہ ڈیموکرٹیس اپنے زمانہ سے پہلے بھی مصریوں کو علم ہندسہ میں فائق نہیں سمجھتا ہے (کلیمنٹ کی کتاب اسٹرومیٹے پہلی کتاب ۳۰۴ د) غرضکہ جہانتک ہم مصریوں اور فونیکیوں اور دیگر اقوام کا تعلق یونانیوں کے ساتھ دیکھتے ہیں اور جہانتک ہمکو اُن کے باہمی ربط و ضبط کا علم ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یونانیوں نے کسی قوم سے فلاسفی نہیں سیکھی بلکہ یہہ اُنکی اپنی ہی طبیعت کی جولانی کا نتیجہ اور اُن کے اپنے ہی ذہن کی طبعزاد ہے۔ جیسا اکثر ذکر آیا ہے کہ فلاں فلاں فلاسفر نے مصر کا اور دیگر ممالک کا سفر کیا اور کہ فلاں فلاں علوم و فنون یونانیوں نے فلاں فلاں قوموں سے سیکھے تو کیا وجہ ہو کہ فلاسفی کا اُن اقوام سے یونانیوں کو پہنچنا کہیں

ذکر تک نہیں ہی۔ مصری لوگ اور اور قومیں تصورات کی اور تعریفات کی تعلیموں سے بالکل ناآشنا تھے۔ سقراطی طریقۂ گفتگو۔ روح کی پیش ہستی اور دوام اور تناسخ اور آئندہ حالت کی تعلیمیں بسوائے یہودی مذاہب کے تمام قدیم اقوام میں قریباً یکساں پائی جاتی ہیں مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ یونانیوں نے ان تعلیمات کو دیگر اقوام سے حاصل کیا۔ فیثاغورث سے پہلے کے فلاسفروں ان تعلیمات سے بے بہرہ معلوم ہوتے ہیں ❖

یہہ دعوے کہ یونانیوں نے یہودیوں کے انبیا کی اور دیگر مصنفوں کی کتابوں سے اپنی فلاسفی سیکھی صرف اس گمان پر مبنی ہی کہ چونکہ یونانیوں اور مصریوں میں زیادہ ربط واتحاد تھا اور یونانیوں کی مصر میں آمد و رفت بھی زیادہ تھی اور ایسا ہی یہودیوں کی آمد و رفت مصر میں اکثر تھی بلکہ وہ جلا وطن ہوکر اُس ملک میں آباد ہوگئے تھے اور حزقی ایل اور یرمیاہ انبیا بھی اس زمانہ میں مصر میں موجود تھے لہٰذا اغلب ہی کہ یونانیا کی یہودی علماء اور انبیاء کے ساتھہ واقفیت اور گفتگو ہوئی ہوگی خصوصاً تھیلیس اور فیثاغورث کے نام اس دعوے میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر اس امر کی تائید میں کوئی معتبر اور مسلسل ثبوت پیش نہیں کیا جاتا اور یہہ امر زیادہ قابل غور ہی کہ جیوں جیوں ہم اس زمانہ کی تواریخ کے زیادہ تر نزدیک پہنچتے ہیں تیوں تیوں تواریخی شہادتیں زیادہ زیادہ کمزور اور غیر معتبر اور کم ملتی ہیں اور جیوں جیوں ہم اُن سے دور ہٹتے جاتے ہیں تیوں تیوں شہادتیں زیادہ ملتی جاتی ہیں جس سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ یہہ خیال بعد کی ایجاد ہی۔ اندرونی ثبوت بھی بہت کرکے اس دعوے کے برخلاف ہیں۔ وہ تعلیمات جو یونانی فلاسفروں میں مشہور ہیں اکثر یہودی مذہب میں پائی نہیں جاتی ہیں۔ مثلاً فیثاغورث (جو ۵۰۰ و ۶۰۰ قبل از مسیح کے درمیان پیدا ہوا تھا اور پانچویں صدی قبل از مسیح کے آغاز میں فوت ہوگیا تھا) روح کے مسئلہ تناسخ کا قایل تھا اور یہہ کہتا تھا کہ بڑے سال کے بعد (جو قریباً دس ہزار برس کا ہوتا ہی) دنیا فوت ہوکر بالکل از سر نو پیدا ہوجاتی ہی اور وہ بدروحوں کا بھی قایل تھا اور کہ یہہ ارواح وہی ہیں جو ہوا دیس میں رہتی ہیں یا ہوا میں تیرتی ہیں۔ فیثاغورث کی تعلیم اعداد کی بابت ایک مشہور تعلیم ہی وغیرہ۔ جو انبیا کی تعلیمات کے بالکل برخلاف ہیں۔ المختصر ہم کوئی وجہ اس دعوے کی اصلیت کی بابت نہیں پاتے۔ لہٰذا یہہ نتیجہ بالکل درست نہیں ہی❖

پال کیول سنگھہ قصبہ مونڈ ضلع جہلم

عزت بے مثال

شیوانی کا وعدہ

ایک رات گرمی بہ شدت تھی اور شیوانی چھت پر چڑھ گئی تاکہ وہاں ٹھنڈی ہوا سے کچھ آرام حاصل کرے۔ علاوہ ازیں اُس کے لئے چھت پر چڑھ جانا اپنی بھاوج کی تند و ترش سخن خراش گفتگو سے رہائی پانے کا ایک عمدہ وسیلہ تھا۔ شیوانی شروع ہی سے نہایت حلیم اور سوچ سمجھہ والی لڑکی تھی۔ عمر و رنج کے وار سے پیشتر ہی وہ نہایت خاکسار اور غریب طبیعت کی دکھائی دیتی تھی۔ گزشتہ سالوں میں وہ اپنے بھائی پرشن لال کی خاص مشیر اور راز دار تھی۔ پرشن لال نے اپنی تعلیم و تدریس کے متعلق سب کچھہ اُسے بتلایا تھا اور وہ خیال کیا کرتی تھی کہ اگر میں لڑکا ہوتی تو پرشن لال کی طرح سب کچھہ سیکھتی لیکن کیا کروں میں تو لڑکی ہوں۔ رفتہ رفتہ بھائی بہن میں زیادہ فرق ہوتا گیا۔ بہن بیچاری بہت ہی نادان و جاہل تھی اور بھائی بہت کچھہ جانتا تھا آخرکار پھر وہ وقت آیا کہ شیوانی اپنے شوہر کے گھر میں چلی گئی اور پرشن لال شہر میں جاکر رہنے لگا اور پھر اُنکی شاذ و نادر ہی ملاقات ہوا کرتی تھی❖

اب پانچ سال کے بعد شیوانی اپنے بھائی کے گھر آئی۔ اُس کے دل میں اپنے مرحوم خاوند اور ایک بیٹے اور بیٹی کی جدائی کا غم جو باپ کے بعد ہی راہی ملک عدم ہوے نہایت تکلیف دہ تھا❖

یہہ ایک معمولی بات تھی کہ بیوہ اپنی تمام عمر رنج و غم اور تنہائی میں بسر کرے۔ چنانچہ شیوانی کے لئے اب خوشی و خرمی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی وہ بیچاری اپنے گزشتہ ایام کو یاد کیا کرتی تھی جو کبھی واپس نہیں آسکتے تھے لیکن اب جب سے وہ اپنے بھائی کے گھر میں آئی اُسے کچھہ تبدیلی نظر آنے لگی۔ دونوں بھائی بہن ایک دوسرے کے لئے بہت کچھہ تسلی و تشفی کا باعث تھے اور اب ایسا معلوم ہونے لگا کہ جس بیچاری نے دنیاوی خوشیوں کا سرمایہ قریباً سب کا سب کھو دیا ہی اُس کے لئے یہہ دنیا خوشی اور اطمینان و آرام سے بالکل خالی نہیں ہی❖

اب اُسے اپنی بھاوج کی آستانی بھی ایک نہایت مہربان اور شفیق دوست ملگئی۔ اُس نے شیوانی کے رنج و غم میں بہت ہی ہمدردی کا اظہار کیا اور اُس کے رنج و غم کے باعث اُس سے زیادہ محبت کرنے لگی۔ اس نئی دوست سے شیوانی نے اُس کا ذکر سنا جو باوجود خدا ہونے کے انسان بنا اور دنیا میں آکر اپنی الٰہی ذات کا اظہار کیا۔ اُس نے اپنے تئیں بڑے کر و فر اور تزک و شان سے ظاہر نہ کیا اور کمزوروں پر جبر و ستم روا نہ رکھا بلکہ مظلوموں اور ستم رسیدوں کا بوجھہ اُٹھایا اور اپنے آپ کو رنج و غم کے حوالہ کرکے اُن کو آزاد کیا جو موت کے پنجہ میں گرفتار تھے۔ شیوانی نے سُنا کہ کسطرح اُس قادر نے اپنی مدد کے لئے اپنی طاقت کو استعمال نہ کیا بلکہ ایسے دکھہ درد کے بوجھہ کو برداشت کیا جو پہلے کبھی کسی نے نہ کیا تھا۔ اُس نے باوجود بیگناہ ہونے کے تمام جہان کے گناہوں کو برداشت کیا اور جہان کے گناہوں کو دور کرنے کی خاطر اُسنے صلیبی موت کو برداشت کیا۔ اگرچہ وہ کسی طرح سے کسی دکھہ درد کا مستحق نہ تھا تو بھی اُس نے سخت جانکنی کو برداشت کیا۔ اگرچہ اُس نے کبھی گناہ نہ کیا تو بھی اُس نے نہایت سخت سزا کو برداشت کیا❖

اگر ایسا بیان سنکر شیوانی حیران ہوئی ہو اور اُسنے تنہائی میں جاکر ان باتوں پر سوچنا اور غور و فکر کرنا چاہا ہو تو کچھہ تعجب کی بات نہیں ہی❖

اُسے دیر تک اکیلی بیٹھکر سوچنے کا موقع ملا کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دی اور کیا دیکھتی ہی کہ پرشن لال چھت پر چڑھ آیا اور کہنے لگا "مجھ بڑی سخت گرمی ہی میں نے خیال کیا تھا کہ شاید اوپر کچھہ ٹھنڈک ہوگی"❖

شیوانی نے کہا "میں بھی اسی لئے اوپر آئی تھی لیکن میرے دل میں اور بھی چند باتیں تھیں جن پر یہاں اکیلے بیٹھکر سوچنا زیادہ آسان معلوم ہوتا ہی"❖



پشن لال نے گھبراکر کہا بیشک تمہارا جیسا سوچنا آسان ہوتا ہو لیکن مجھے بھی بتاؤ تو تم کیا سوچ رہی رہو تمہیں تو اس بات کی فکر کرنے کی بھی کچھ ضرورت نہیں کہ شام کے کھانے کے لئے کس قدر گھی اور آٹے دال کی ضرورت ہوگی۔

شیورانی نے کہا ہاں یہہ تو سچ ہو لیکن گھی اور آٹے دال کے سوا دنیا میں اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جنپر سوچنا اور غور و فکر کرنا ضروری ہو آٹے دال اور گھی وغیرہ سے ہماری بھوک تو رفع ہو سکتی ہو لیکن ان سے ہماری دلی تسلی اور تسکین حاصل نہیں ہوتی۔

یہہ سنکر پشن لال کے کان کھڑے ہو گئے اور وہ اپنی بہن کی خوبصورت اور سنجیدہ چہرے کو تکنے لگا اُسے خیال آیا کہ میری بہن دیگر نوجوان عورتوں کی مانند نہیں جو ہر وقت گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں کی فکر میں ڈوبی رہتی ہیں۔ شیورانی کے چہرے اور اُسکی آنکھوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کے دل میں نہایت نیک اور اعلےٰ خیالات جوش مار رہے ہیں۔

پشن لال نے سنجیدگی سے کہا مجھے بھی بتاؤ۔ تم کس بات پر غور و فکر کر رہی تھیں۔

شیورانی نے کچھ تامل کر کے کہا آپکو بتانا بیفائدہ ہو کیونکہ آپ تو کہینگے کہ یہہ بات ناممکن اور محال ہو بہت سالوں سے مجھے پڑھنے کا شوق ہو اور اب جس حال کہ میری بھاوج پڑھتی ہو تو کیا وجہ ہو کہ میں نہ پڑھوں۔ اب مجھے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ پڑھنے کا شوق دامنگیر ہو کیونکہ ایک کتاب ایسی ہو جسے میں خود پڑھنا چاہتی ہوں۔

پشن لال نے شیورانی کے سوال کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن فوراً یہہ سوال کیا کہ وہ کونسی کتاب ہے جسے تم خود پڑھنا چاہتی ہو۔

شیورانی نے کہا آپ دریافت کر کے کیا کرینگے۔ اُس کتاب کا ہمارے مذہب سے تو کچھ واسطہ نہیں لیکن اُسمیں یسوع مسیح کا حال مندرج ہو اور میں اُس کی نسبت زیادہ جاننا چاہتی ہوں۔

پشن لال نے اپنی بہن کے معلومات کا اندازہ کرنیکی غرض سے پوچھا کہ یسوع مسیح کون تھا؟

شیورانی نے جواب دیا اُس نے خود کہا ہو کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ میں خیال کرتی ہوں کہ وہ ضرور خدا کا بیٹا تھا کیونکہ اُس نے نہایت ہی عظیم اور عجیب کام کئے اور وہ بہت ہی نیک تھا۔

پشن لال نے اپنے بھائی کا خیال کرتے ہوئے جواب دیا کہ یسوع مسیح کا ہم سے کچھ واسطہ نہیں ہو۔ ہمارے لئے ہمارا اپنا مذہب ہو اور یسوع مسیح کو تو عیسائی لوگ مانتے ہیں بہتر یہی ہو کہ تم اُس کی نسبت آیندہ کچھ نہ سیکھو کیونکہ اگر ہماری لال کو معلوم ہو گیا کہ تم عیسائیوں کی کتابیں پڑھتی ہو تو وہ بہت ناراض ہوگا۔

شیورانی نے اپنے بھائی کے ذکر کی کچھ پروا نہ کی اور کہا کہ میری بھاوج کی اُستانی تو کہتی ہو کہ یسوع مسیح تمام دنیا کے لئے ہو۔ پس اگر وہ تمام جہان کے لئے ہو تو جیسا عیسائیوں کے لئے ہو ویسا ہی ہمارے لئے بھی ہو۔ اُس نے مجھے چند الفاظ حفظ کرائے ہیں اگر آپ سُننا چاہیں تو میں سُناتی ہوں "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے"۔

پشن لال نے بڑے غور اور تعجب سے سُنا۔ شیورانی نے وہ صرف حفظ کی ہوئی آیت سنائی بلکہ اِس کے علاوہ اُس کے سنانے کے طرز و طریقہ سے ایسی سرگرمی عیاں تھی جس سے پشن لال ڈر گیا۔ اب اُس سے یہہ خیال دور نہ ہوتا تھا کہ تمہاری لال کیا کہیگا۔ اُس نے ولیس کہا کہ ان باتوں کی نسبت میرے اپنے خیالات خواہ کچھ ہی کیوں نہوں لیکن میں اپنی بہن کو یقین دلاؤں کہ یہہ باتیں سچ نہیں ہیں چنانچہ وہ شیورانی سے کہنے لگا کہ وہ کتاب جسے تم پڑھنا چاہتی ہو پڑھی ہو اور میں اُس کی باتیں اسقدر جانتا ہوں کہ تم میرے برابر کبھی نہیں سیکھ سکو گی۔ تم ہرگز یہہ خیال نہ کرو کہ جو کچھ اُس کتاب میں لکھا ہو سب سچ ہو۔ ممکن ہو کہ کوئی یسوع مسیح نامی نیک آدمی پچھلے زمانے میں گذرا ہو لیکن وہ جب مرگیا اور دفن کیا گیا ہو تو ہمیں اُس سے کیا واسطہ اور اُسے ہم سے کیا تعلق؟

اِس پر شیورانی نے کہا بھائی جی آپ میری نسبت بہت دانا ہیں کیونکہ میں تو صرف ایک نادان لڑکی ہوں لیکن میرے دل میں ایک بڑی زبردست خواہش ہو اور میری روح نہایت بھوکی پیاسی معلوم ہوتی ہو پر جب میں یسوع مسیح کا بیان سنتی ہوں تو گویا مجھے روحانی سیری اور تسکین حاصل ہوتی ہو پس میرے خیال میں جو کچھ اُس کتاب میں لکھا ہوا ہو ضرور سچ اور برحق ہو۔ آپکی نظر میں اُس کی کچھ حقیقت نہیں لیکن میرے لئے خوشی کا کوئی سرچشمہ نظر نہیں آتا جب میں یسوع مسیح کے حضور میں اپنا حال اور اپنی تکلیفات پیش کرتی ہوں تو گویا وہ میری باتوں کو سنتا ہوا معلوم دیتا ہو۔

اِس سے پشن لال گھبرا گیا اور اُسے بہن کی باتیں سنکر سندر سن داس کا کہنا یاد آیا کہ اگر آپ یہہ دریافت کیا چاہتے ہیں کہ یسوع مسیح زندہ ہو یا نہیں تو اُسی سے التجا کریں کہ وہ اپنے تئیں آپ پر ظاہر کرے۔ پھر سندر سن داس کا دوسرا قدم یہہ تھا کہ اُس نے یسوع مسیح کا علانیہ اقرار کیا۔ ممکن ہو کہ آخرالامر شیورانی کا بھی یہی حال ہو۔ لیکن اگر شیورانی عیسائی ہو گئی تو ہماری لال مجھ پر نہایت غضبناک ہوگا اور کبھی معاف نہیں کریگا کیونکہ اُس نے پہلے ہی سے مجھے اِن باتوں کی نسبت خوب آگاہ کر دیا تھا بہتر یہی ہو کہ جسقدر جلدی ممکن ہو شیورانی ہماری لال کے پاس واپس چلی جاوے۔ شاید وہاں جاکر اُس کے خیالات پھر اپنے دھرم کیطرف لگ جاویں اور یسوع مسیح کا خیال جاتا رہے۔ چونکہ پشن لال ولسے شیورانی کے ساتھ متفق تھا اُس کے لئے ملامت کرنا اُس کے لئے نہایت مشکل تھا پر اُسنے شیورانی سے یہہ وعدہ لانیکی کوشش کی کہ وہ اپنے خیالات کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ جب پھر بہن بھائی میں گفتگو ہوئی تو پشن لال نے کہا بہن! یسوع مسیح کی نسبت زیادہ سیکھنے سے اور اُس کے عرفان میں ترقی کرنے سے تمہیں کچھ نقصان نہیں ہوگا اور اگر تمہیں کچھ تسلی اور خوشی حاصل ہوتی ہو تو میں ہرگز ہرگز تمہیں اُس سے روکنے یا منع کرنے کا خیال بھی نہیں کرونگا لیکن تم مجھ سے یہہ وعدہ کرو کہ تم میرے سوا کسی دوسرے سے اپنے دل کا حال بیان نہیں کروگی اگر تم ہماری لال سے یہہ باتیں بیان کروگی تو وہ نہایت خفا

ہوگا اور پھر کبھی یہاں آنیکی اجازت نہیں دیگا۔ مجھ سے اس مضمون پر تم جس قدر چاہو گفتگو کرو لیکن یہہ وعدہ خود کرو کہ میرے سوا کسی اور کو کبھی یہہ بھید نہیں بتلاؤ گی؟ ۔

شیورانی نے فوراً کہا میں بھلا کسی اور کو کیوں بتاؤنگی؟ میں اپنی بھاوج کی طرح شب و روز باتیں کرنے کی شائق نہیں ہوں ؟۔

اس پر پٹن لال نے کہا بس پھر تو تم وعدہ کرتی ہو؟ ۔

شیورانی نے پوچھا کیا آپ کا اس سے یہہ مطلب ہو کہ میں اُستانی سے بھی اس کا ذکر نہ کروں؟ ۔

پٹن لال نے جواب دیا ہاں اگر اُس سے بھی اس مضمون پر بہت گفتگو نہ کرو تو بہتر ہو ورنہ وہ تمکو عیسائی بنانیکی کوشش کریگی اور تم عیسائی ہو جاؤ تو ہمارے سارے خاندان کی عزت خاک میں ملجاویگی اور بیچارے لال کا دل ٹوٹ جاویگا۔ جبتک تم صرف اپنے خیالات ہی میں یسوع مسیح کو جگہ دوگی تب تک کسی کا کچھ نقصان نہیں کروگی ۔

شیورانی نے کہا اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں چاہتی۔ اس سے بڑھکر میں اور کیا کرونگی؟ ۔

پٹن لال نے پھر کہا بس پھر تو تم وعدہ کرتی ہو؟ ۔

شیورانی نے کہا ہاں! بیشک میں وعدہ کرتی ہوں ۔

امرتسر میں ایسٹر کے سوموار یعنے ۱۶ اپریل ۱۹۰۰ء کو بمقام کانفرنس لائبریری بکنپو متصل پوسٹ آفس ایک مسیحی میلہ ہوگا۔ تجویز ہو کہ یہہ میلہ دن کے دس بجے شروع ہو اور شام تک رہے تاکہ اہل میلہ کو خرید و فروخت کا کافی موقعہ ملے۔ ایسے میلوں سے پیش بین اور خیراندیش مسیحیونکی امید و آرزو یہی معلوم ہوتی ہو کہ جہانتک ہو سکے تمام مسیحی بھائیوں میں اخلاص و یگانگت کی ترقی ہو۔ خدا کرے کہ اُن کی امید و آرزو پوری ہو۔ اہل میلہ مستفید ہوں اور باہمی محبت میں ترقی کرکے زیادہ اور زیادہ خدا کا جلال ظاہر کریں۔ آمین ۔

گلو و کیکر سنگھ کی کشتی کا چرچا اب تک گرم ہو۔ یہہ غلط ہو کہ پھر مقابلہ ہوگا۔ جو ہونا تھا ہوچکا!

مُراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب نور افشان

تسلیم۔ ایک مضمون آپکی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہو۔ مہربانی فرماکر اپنے اخبار کے کسی کونہ میں جگہ دیکر جلد شائع فرماکر مشکور کیجئے ۔

ملتان کے اخبار ترشن سدھار مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۰ء میں ایک مضمون بعنوان "مسٹر مہان سنگھ نیوکرسچن" نکلا جس میں کوئی بنام گرو دیپا رام زنجوں تحریر فرماتے ہیں کہ "مسٹر مہان سنگھ جو معہ اپنی بیوی کے ملتان جیمسون میموریل چرچ میں عیسائی ہوئے ہیں نہ تو وہ کسی آریہ سماج کے ممبر تھے اور نہ انہوں نے کوئی کتاب عیسائی مت کے خلاف لکھی" علٰے ہذالقیاس ایڈیٹر ترشن سدھار بھی تحریر فرماتے ہیں کہ "مہان سنگھ نہ تو کسی آریہ سماج کا ممبر تھا اور نہ اُس نے کوئی کتاب عیسائی مت کے خلاف تصنیف کی" ۔

اے تعصب تیرا خانہ خراب ہو! تو صدہا لائق آدمیوں کو راہ راست پر آنے نہیں دیتا اور انکو صرف تیری ہی خاطر اپنے کانشنس و ضمیر کو قتل کرکے فضول گپیں ہانکنی پڑتی ہیں ۔

مہربان ایڈیٹر ترشن سدھار و لالہ گرو دیپا رام جی! میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں آپکا ذرا بھی قصور نہیں ہو کیونکہ میں بھی جب آریہ سماجی تھا تو آپ سے کئی درجے زیادہ بڑھ چڑھکر تھا کیونکہ یہہ صرف ویدوں اور دیانند صاحب ہی کی تعلیم کا اثر ہو۔ اب میں آپکو آپ ہی کے پرماتما کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ ذرا تعصب کی عینک کو اُتار کر دیکھو کہ میں ۱۸۹۴ء و ۱۸۹۵ء میں آریہ سماج گجرات کا ایک سرگرم ممبر اور کچھ عرصہ تک ینگ مین آریہ سماج گجرات کا وائس پریذیڈنٹ بھی رہ چکا ہوں۔ آیا خیال شریف میں؟

اب ذرا کتاب کی بھی سُنئیے "کتاب بنام انجیل کی حقیقت (عیسائی مت کے خلاف) نثر اور نظم میں مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر میں لالہ منشی رام آریہ کے اہتمام سے ۱۸۹۹ء میں ایک ہزار کاپی شائع ہوچکی ہے اور اُس کی چند کاپیاں ابھی تک بھی میرے پاس موجود ہیں اگر ضرورت ہو تو منگوا لیجئے حضور اس کا مصنف بھی یہی خاکسار ہو" ۔

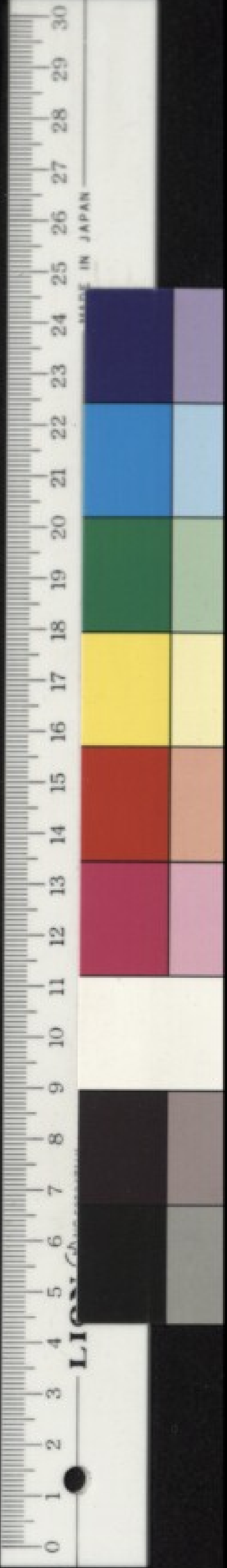
مہان سنگھ غلب

از ملتان

پیشنگوئی کی ضرورت

پیشنگوئی مسیحی مذہب کے فوق القدرت اور خدا کی طرف سے ہونیکا ایک بڑا ثبوت ہو۔ مسیحی مذہب کا خُدا کامل ہو۔ وہ جس طرح قادرِ مطلق ہو اُسی طرح عالم الغیب بھی ہو۔ اُس نے مسیحی مذہب کو قادرِ مطلق خُدا کا مذہب ثابت کرنے کے لئے مسیحی مذہب کو معجزہ کی سند عنایت کی اور پھر اُس کو عالم الغیب خدا کا مذہب ٹھہرانے کے لئے اُسے پیشنگوئی کا انعام بخشا کیونکہ معجزہ سے فوق القدرت یا الٰہی قوت اور پیشنگوئی سے فوق القدرت یا الٰہی علم یا الٰہی پیش بینی ظاہر ہوتی ہو۔ فوق القدرت یا الٰہی مذہب کے لئے معجزہ و پیشنگوئی دونوں لازم ہیں۔ ایک بطور سند کے اور دوسری بطور ثبوت کے ہو۔ مسیحی مذہب خدا کی طرف سے نازل ہوا جسکی سند معجزہ ہو۔ مسیحی مذہب کا پیغام خدا کا پیغام ہو جس کا ثبوت اُس پیغام کا پورا ہونا ہو۔ مسیحی مذہب معجزانہ سند کو اپنے ہاتھ میں لیکر اور دنکو دکھا رہا ہو کہ دیکھنے والے اُس کی رسالت اور دعوے کو قبول کریں اور پھر پیشنگوئی کو بطور ایک الٰہی صندوقچہ کے جس میں دنیا کی تواریخ چھپی ہوئی ہو اوروں کے ہاتھ میں دیکر کہتا ہو کہ اس صندوقچہ کو آپ ہی کھولو اور دیکھو کہ میرا پیغام راست ہو کہ نہیں۔ کیا یہہ عجیب بات نہیں ہو کہ بائبل خوشخبری دیتی ہو اور دنیا کی تواریخ بائبل کے مذہب کے منکروں کو اُن خوشخبریوں کے پورا ہونیکا ثبوت دیتی ہو؟ پس مسیحی مذہب میں پیشنگوئی کے ہونے اور پیشنگوئی کے پورا ہونے سے مسیحی مذہب کا فوق القدرت اور الٰہی مذہب ہونا بخوبی ظاہر ہوتا ہو۔ اگر مسیحی مذہب کے پاس کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو تو بھی معجزہ اور پیشنگوئی اُسکی صداقت کے ثبوت میں کافی ہیں ۔

راقم پادری بی۔ بی رائے



شہادت

ریفارمیشن کے زمانے کے ایک اٹیلین درویش کا ذکر ہے جو اگرچہ رومی کلیسیا کی کسی برادری میں شریک نہ ہوا تھا تو بھی انجیل سے خوب واقف ہوکر اُس نے اُس کی اِس تعلیم کو قبول کیا کہ "راستباز ایمان سے جیتا رہیگا"۔ لہٰذا اُس کو رومی کلیسیا کا مخالف جانکر اُس پر بدعت کا الزام لگایا گیا اور وہ قید میں ڈالا گیا۔ وہ کسی دوسرے درویش کے اختیار میں رکھا گیا جس نے مذہب کے نام سے اُسپر سخت زیادتی کی۔ مسیح یسوع کا سا مزاج رکھتے ہوئے قیدی نے نہایت صبر کے ساتھ اُس کی ساری بدسلوکی برداشت کی۔ آخرکار قتل کا حکم ہوا۔ قید خانہ کو چھوڑتے ہی اُس نے ماردغہ سے صرف اتنا کہا کہ "بھائی اب جلد معلوم ہو جائیگا کہ ہم دونوں میں سے کس نے خداوند کو خوش کیا ہوگا۔ اُس کے عجیب صبر کا بھید صاف ظاہر ہوگیا "ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جاکر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلا پاوے جو اُس نے جسم کے وسیلہ سے کئے ہوں خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے" (۲۔ قرنتیوں ۵: ۱۰)

ای۔ ائی۔ ایف

تکبر زیبا نہیں

ایک نہایت قوی ہیکل ہاتھی کی ایک بندر سے دوستی تھی۔ بندر بھی بڑا پھرتیلا اور اپنے ابنائے جنس کے لئے جائے فخر تھا۔ ایک دن دونوں دوست اپنے اپنے کمالات کے باب میں مبالغہ کر رہے تھے اور یہہ فیصلہ نہیں ہوتا تھا کہ دونوں میں سے کون زیادہ فائق ہے۔ آخرالامر انہوں نے ایک اُلّو کو ثالث مقرر کیا۔ اُلّو نے کہا کہ تم دونوں میرے حکم کی تعمیل کرو۔ تمہارے عمل سے میں معلوم کرونگا کہ تم میں سے کون ترجیح اور فوقیت کا مستحق ہے۔ اُن دونوں نے اُلّو کی فرمانبرداری کا اقرار کیا اور اُلّو نے حکم دیا کہ وہ دیکھو ندی کے پار آم کا درخت ہے۔ تم دونوں جاکر میرے واسطے اچھے اچھے آم لاؤ۔ دونوں روانہ ہوئے لیکن جب ندی کنارے پہنچے تو بندر ٹھہرے ہٹنے لگا۔ ہاتھی نے اُسے اپنی پیٹھ پر سوار کرلیا اور دونوں پار ہوگئے۔ جب آم کے درخت پاس پہنچے تو اُسے بہت بلند اور موٹا پایا۔ نہ ہاتھی کی سونڈ پھلوں تک پہنچ سکتی تھی نہ درخت ہی ایسا تھا کہ ہاتھی اُسے نیچے گرا لیتا۔ غرض ہاتھی تو بالکل مایوس ہوگیا لیکن بندر یہہ حال دیکھکر فوراً دوڑتا ہوا درخت پر چڑھ گیا اور آن کی آن میں آموں کا مینہ برسا دیا۔ ہاتھی نے اپنے فراخ منہ کی کوٹھڑی بھری اور بندر کو پیٹھ پر سوار کرکے پہلے کیطرح ندی سے عبور کیا اور آم لیکر دونوں اُلّو کے پاس پہنچے۔ اُلّو نے پہلے بندر سے کہا کہ اگر ہاتھی تجھے ندی سے پار نہ کرتا تو اگرچہ تو درختوں پر چڑھنے میں بڑا ہوشیار ہو تو بھی ہرگز ہرگز آم کے درخت تک تیری رسائی نہ ہوتی اور تو آم نہ لاسکتا۔ پھر ہاتھی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر بندر آم کے درخت پر نہ چڑھتا تو آم نہ توڑتا تو اگرچہ ندیوں اور دریاؤں کا عبور تیرے نزدیک کچھ بات نہیں تو بھی تو خالی ہاتھ آتا اور آم تو آم گٹھلی بھی نہ لاسکتا۔ پس اب تم اِس **ہمچو من دیگرے نیست** کے جھگڑے کو جانے دو۔ خدا تعالیٰ نے کسی کو کوئی فضیلت دی ہے اور کسی کو کوئی ہر چیز اور ہر مخلوق بجائے خود ایک خاص درجہ پر ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم اپنے تئیں ایک دوسرے سے بہتر نہ سمجھو بلکہ ایک دوسرے کو عزت کی راہ سے بہتر جانو ۔

ناظرین اُلّو سے بھی ہم نصیحت حاصل کرسکتے ہیں بیشک خدائے تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے بجائے خود اچھا اور تحسین کے لائق ہے۔ اپنے تئیں اوروں سے بہتر جاننا محض ابلہی ہے۔ اپنی شیخی اور شرافت کی لافیں مارنا اپنی خود نمائی اور اپنے کمینہ پن کا اظہار کرنا ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔

خدا مینی بہ بخشد۔ نہ مینی بہ بکس عاجز تر از خویش ۔

امیر کابل روس و جاپان کی جنگ سے نہایت دلچسپی رکھتے ہیں اور اینگلو انڈین اخباروں کی روزانہ روانگی کابل کا خاص انتظام کیا گیا ہے تاکہ ہر روز امیر صاحب کو تازہ خبریں معلوم ہوا کریں اور زمانے کے رنگ ڈھنگ اور ادھر اُدھر کی چھیڑ چھاڑ سے آگاہی ملتی رہے ۔

کِس کا؟ شراب کا!

پیر و جوان کے ہوش کے پاؤں اُکھڑتے ہیں۔
دن رات یہہ فتور ہے۔ کِس کا؟ شراب کا !
دریائے میکشی میں شناور بھی غرق ہوں
مشکل ترین عبور ہے۔ کِس کا؟ شراب کا!
لڑتا ہے گل ضرور چراغ شعور کو
شُل ہوا سرور ہے۔ کِس کا؟ شراب کا!
پینے کے ساتھ مفت میں ہو مُدِر نصیب
یہہ سربسر قصور ہے۔ کِس کا؟ شراب کا!
ہے پاس خوف بندیہ چکر ہے کھا رہی
اب دُور دُور دُور ہے کِس کا؟ شراب کا!

(نیمرسن گاڈم)

امریکہ میں جاپان کی عزت نیویارک امریکہ والے جاپان کو بحری فتح پانے پر بدھائیاں دے رہے ہیں۔ چنانچہ اِس خوشی کے اظہار میں وسکون سن نام ایک سوسائٹی نے نیویارک کے مقام پر دعوت دی اور جنرل ویلیر نے ظاہر کیا کہ جاپانیوں نے جو بحری فتح حاصل کی ہیں اُن سے جاپان کی عظمت عیاں ہے۔ اِس پر لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ ایم اوچیڈا نے جو کہ جاپانیوں کا کونسل جنرل ہے اور جو اس موقعہ پر حاضر تھا ظاہر کیا کہ جاپان قومی ہستی قائم رکھنے کیلئے جدوجہد کر رہا ہے اور انصاف پسندی کا برتاؤ چاہتا ہے۔ اس جیج کے اختتام پر مجلس اُٹھ کھڑی ہوئی اور چند منٹ خوشی کی تالیاں بجاتی رہی۔ مسٹر ایل پراوٹ اسسٹنٹ اٹارنی جنرل نے کہا کہ میں بطور ایک ذاتی رائے کے عرض کرتا ہوں کہ اگر جاپان اِس ڈھنگ پر لڑائی جاری رکھے گا جس پر کہ اس نے شروع کی ہے تو خدا جانے کیا ہوگا۔ امریکہ کی ملکی کانگرس کے بہت سے ممبران اور دیگر اشخاص نے جاپان کی مدح میں تقریریں کیں ۔

باشندگان شہر سیالکوٹ صاحب سول سرجن بہادر ہینگو صاحب کی تبدیلی کی خبر سنکر حیران ہو رہے ہیں ۔

واقعات اور رائیں

دہلی میں وکٹوریہ زنانہ ہسپتال کی بنیاد رکھنے کی رسم بڑی رونق اور دھوم دھام سے ادا کی گئی جناب لفٹنٹ گورنر بہادر کی میم صاحبہ جناب لیڈی ریواز صاحبہ نے اپنے دستِ مبارک سے بنیادی پتھر رکھا۔ اس ہسپتال کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ بذریعہ چندہ جمع کیا گیا جسمیں سے ستر ہزار روپیہ ہسپتال کی عمارت پر خرچ ہوگا اور باقی اسی ہزار سے تمام ضروری سامان منگائے جائینگے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ پنجاب نے اس ہسپتال کے لئے پانچ ہزار روپیہ سالانہ بطور مستقل امداد کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔

وسطی امریکہ میں ایک قسم کا پودہ پایا جاتا ہے جسے ہاتھی دانت کا درخت کہتے ہیں۔ اس کے تخم کا دودھ جو ذائقہ میں میٹھا ہوتا ہے اگر اس کے تخم ہی کے اندر رہنے دیا جائے تو وہ خشک ہوکر ہاتھی دانت کی مانند سخت ہو جاتا ہے اور اس سے امریکہ والے نہایت نفیس بٹن بناتے ہیں یہہ بٹن ہاتھی دانت۔ ہڈی۔ سینگ اور ربڑ کے بٹنوں کو مات کرتے ہیں۔

اٹلی کے ایک سائینس دان نے دعوی کیا ہے کہ بجلی کی ٹرام وے استعمال کرنے سے شہروں اور قصبوں سے متعدی امراض کے اسباب دور ہو جاتے ہیں کیونکہ اس میں بجلی کی جو لہریں نکلتی ہیں ان سے آکسیجن ایک لطیف ہوا کی شکل میں منتقل ہو جاتا ہے اور ہوا میں جو اسباب متعدی امراض کے پائے جاتے ہیں وہ دور ہو جاتے ہیں اور تنگ راستوں میں بجلی کی شعاعیں خوب اثر کرتی ہیں۔

ایک سائینس دان لکھتا ہے کہ بعض آدمیوں کو بعض رنگوں سے نفع مگر بعض کو نقصان ہوتا ہے۔ ارغوانی رنگ دل و دماغ پر مہلک اثر ڈالتا ہے۔ سرخ رنگ سے دیوانگی پیدا ہوتی ہے جس کے اثر سے انسان اپنے عزیزوں کو مار ڈالنے پر آمادہ ہو جاتا ہے بلکہ جانوروں پر تو ایسا بڑا اثر ہوتا ہے کہ سانڈ یا چیتے تو آپس میں لڑ لڑ کر مر جاتے ہیں۔ یہہ رنگ تحریک پیدا کرنیوالا ہے اس میں حرارت زیادہ زیادہ ہوتی ہے اس لئے سرخ روشنی میں گرمی زیادہ لگتی ہے اور جاڑوں میں سرخ کمروں میں رہنے یا سرخ کپڑے پہننے سے آرام ملتا ہے مگر گرمیوں میں سرخ کمروں میں گرمی لگتی ہے۔ نیلا رنگ نشہ کا اثر رکھتا ہے لیکن اس کا اثر اگر زیادہ ہو جائے تو نتیجہ میں بد نکلتا ہے سبز بہترین رنگ ہے اس سے بینائی کو تازگی اور طاقت ملتی ہے اور اس کی بڑی سے بڑی مقدار بھی کچھ نقصان نہیں دیتی۔ اس رنگ سے جسم انسانی کو مرض کا مقابلہ کرنے میں بہت مدد ملتی ہے اس لئے شفاخانوں میں ہر شے سبز رنگ کی ہو تو بہتر ہے بنفشئی ماندے اور کمزور آدمیوں کو اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ زرد رنگ مفرح اور صحت بخش ہے لیکن اگر تنہائی میں ایک ماہ یا چھ ہفتہ تک کوئی شخص زرد رنگ کے زیر اثر رکھا جائے تو دیوانگی کا موجب ہوتا ہے۔ سفید رنگ سے ضعف بصارت اور دیوانگی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے قطب شمالی کی تحقیقات کرنیوالے برف کی روشنی میں بینائی کو بچانے کے لئے سبز چشمے استعمال کرتے ہیں۔ (رفیق ترقی)

روسی لباس میں چینی۔ معلوم ہوا ہے کہ مختلف شہروں سے روسی افسر چین کے بیکار آدمیوں کو پکڑ کر اپنی فوج میں بھرتی کر رہے ہیں اور ان کو روسی وردی پہننے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ یہہ بھی خبر ملی ہے کہ حال میں جو چند ہزار روسی سپاہی ایک جزیرہ میں پہنچے ہیں ان میں کم از کم بیس فیصدی چینی رنگروٹ ہیں جنکو روسیوں کیطرح وردی پہنا کر ہتھیار بند کیا گیا ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ چینی سپاہی روسیوں کے ہتھیار لیکر بھاگینگے اور اپنے ہم قوموں سے جا کر مل جائینگے۔ منچوریا میں یہہ افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ روسی اس بات کا ارادہ رکھتے ہیں کہ پہلی صف میں ان چینی سپاہیوں کو کھڑا کریں تاکہ جاپانیوں کے نشانہ پر یہی لوگ رہیں اور اصل روسیوں کا نقصان بہت کم ہو۔ مگر چینیوں کو کیا غرض پڑی ہے کہ فضول اپنی جانیں ضائع کریں۔ وہ یا تو روسیوں پر حملہ کرینگے یا پہلے ہی لڑائی میں انکو چھوڑ بھاگ جائینگے۔ اصل بات یہہ ہے کہ متواتر شکستوں سے روس کی عقل ٹھکانے نہیں رہی ہے جب شاہ چین نے کھلم کھلا یہہ بات ظاہر کر دی ہے کہ بوقت ضرورت ہم جاپان کا ساتھ دینگے تو چینی سپاہیوں کو زبردستی فوج میں بھرتی کرکے ان سے کسی فائدہ کی امید رکھنا روسی افسروں کی خام خیالی ہے۔

(از تہذیب نسواں)

جاپانی افسروں کو پھانسی۔ حال میں یہہ خبر سنکر لوگوں کو نہایت افسوس ہوگا کہ ہاربین کے قریب منگولیا کی سرحد پر جاپانی افسروں کو پھانسی دیگئی جنہوں نے ریل کا پل کے اڑا دینے کا ارادہ کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس امر پر غصہ بھی ظاہر کیا جاوے گا کہ روس نے ان تین بہادروں کو کیوں پھانسی دیدی۔ وہ [illegible] تھے اور انکو [illegible] حالت میں ایسے انجام کی خبر تھی۔ برطانیہ عظمٰی کے سوا جنہیں جنگ ٹرانسوال میں ترحمانہ برتاؤ کیا تھا ہر جنگی سلطنت نے تسلیم کیا ہے کہ لڑائی کے زمانے میں جو لوگ ریلوں اور تار برقیوں کو تباہ کریں انہیں ترحم کی کوئی امید نہ رکھنی چاہئے یہہ سچ ہے کہ یہہ انصاف نہایت سخت ہے مگر زمانہ کارزار میں رعایت نہیں ہو سکتی ہے۔ بعض لوگ خیال کرینگے کہ اگر پھانسی کے بدلے افسروں کو گولی ماری جاتی جیسا کہ برتاؤ عموماً سپاہیوں کیساتھ کیا جاتا ہے تو بہتر تھا مگر دوسرے پہلو سے روسیوں کو پھانسی دینے کا بھی اختیار تھا کیونکہ یہہ لوگ بے غیرتانہ مرگ کے اسوجہ سے مستحق تھے کہ انہوں نے سپاہی سے قلی کا بھیس بدلا تھا۔

(ہندوستانی)

غیر ممالک میں تعلیم کیلئے وظایف

کلکتہ میں مسٹر جگندر چندر گھوش وکیل صاحبزادہ مسٹر جسٹس مادھو چندر گھوش کی تحریک پر ایک انجمن علمی و صنعتی تعلیم کے فروغ کے لئے قائم ہوئی ہے۔ یہہ انجمن ایک لاکھ سالانہ چندہ جمع کرگی جو اخراجات ذیل میں صرف ہوگا:-

۲۵ ہزار روپیہ سے وظائف دیئے جائینگے کہ طلبا یورپ و امریکہ و جاپان بغرض تحصیل علوم جائیں۔ ۴۰ ہزار روپیہ

سالانہ اس غرض سے علیحدہ کیا جائیگا کہ غیر ممالک سے واپس آکر طالب علم کارخانہ جاری کریں۔ ۰ ہزار روپیہ سالانہ اس غرض سے نامور گریجوایٹ کو دیا جائیگا کہ وہ اپنی تعلیم سائنس کا سلسلہ یورپ یا امریکہ میں قائم رکھیں۔ ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ ایک سنٹرل لائبریری قائم کرنے میں صرف کیا جاوے جس میں طلباء پنجاب کے کالجوں اور سرکاری کالجوں کے شریک ہوسکیں ؛

ٹمپرینس میلہ۔ پنجاب میں علاوہ ادنےٰ قوم کے اعلےٰ قوم میں بھی شراب خواری بکثرت جاری ہے۔ ہولی کے دنوں میں مختلف مقامات پر جلسے ہوتے ہیں اور لوگ میخواری اور بھنگ نوشی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ ہم پنجابی ممبران ٹمپرنس سوسائیٹی کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے انسداد شراب خواری اور پبلک کی دلچسپی کے لئے یہہ تدبیر نکالی کہ ایک میلہ مشرکین کی یادگار میں ہولی کے دنوں میں بمقام لاہور کیا گیا جس میں گانے بجانے کا سامان تھا۔ مفید مضامین پر لکچروں کا انتظام تھا۔ روشنی اور آتشبازی کا بھی انتظام تھا شعرا نے اپنے کلام سنا کر لوگوں کو محظوظ کیا اور مختلف لیکچروں کے ساتھ یہہ جلسہ خاتمہ کو پہنچ گیا۔ ایسے جلسے اور میلے سے خالی دلچسپی ہی نہیں ہوسکتی ہے بلکہ ان سے خاطرخواہ فائدہ ہوتا ہے کیونکہ پبلک کی معقول تعلیم ہوتی ہے ؛

عازم جاپان۔ ڈاکٹر پیارے لال صاحب ایم ڈی چیف میڈیکل افسر ریاست کپورتھلہ جاپان جارہے ہیں کہ جاپان کی ریڈکراس سوسائٹی میں شریک ہوکر فوجی ڈاکٹروں کے ساتھ میدان میں پہنچکر مجروحین کی موجودہ مصیبت میں مدد کریں۔ ڈاکٹر پیارے لال صاحب کا حوصلہ قابل تعریف ہے خدا انکو اس ارادہ میں کامیابی اور برکت بخشے ؛

لارڈ کرزن کی روانگی۔ اس قدر تحقیق ہوگیا ہے کہ امسال حضور شملہ کو نہ جاوینگے کلکتہ سے بجٹ پاس ہونے کے بعد تھوڑے روز کے لئے آپ شکار پر جاوینگے ایک آدھ روز راستہ میں بمقام بردوان قیام ہوگا یہہ نہیں معلوم کہ اس کے بعد کس جانب ایک مہینہ کا سفر ہوگا۔ آغاز مئی میں روانگی قرار پائی ہے۔ روانگی مشروط اس بات پر ہے کہ تبت میں فساد نہو یا جانب فارس پیچیدگی نہ پڑے ؛

امداد مجروحان جاپان۔ ہم یہہ سنکر خوش ہوئے کہ بنگالہ سے ابتدا کی گئی ہے اور انتظام ہورہا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو جاپان کے بہادر مجروحوں کی مدد کے لئے سرمایہ جمع کیا جائے ایک روپیہ سے کم رقم نہ لیجائیگی صرف جاپانی ہی چندہ جمع کرنے میں مشغول نہونگے بلکہ زیرگروہی مہاراجہ صاحب ناٹور وراجہ پیارے موہن مکرجی کلکتہ میں کمیٹی قرار پائی ہے جو اس فکر میں ہے کہ سرمایہ جلد جمع کرکے روپیہ جاپان روانہ کرے۔ مختلف صوبجات میں اسی قسم کی کمیٹیاں قائم ہونی چاہئیں۔ سکول وکالج کے طلبا اس بارہ میں زیادہ مدد دے سکتے ہیں ؛

سوامی تیرتھ رام امریکہ میں۔ یہہ وہ شخص ہے جو امریکہ میں ہندوازم کی اشاعت کیواسطے گیا ہوا ہے۔ وہ ہندوستان کے مسیحیوں کی نسبت اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ہے "معدودے چند ہندوستانی جنکو آپ عیسائی کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ وہ خود ایک ذات بنائے ہوئے ہیں۔ اور ہندو اُن سے پرہیز کرتے ہیں۔ وہ صرف عیسائی بن گئے ہیں۔ کوئی فائدہ انکی ذات سے نہیں ہوسکتا"

کیوں مسیحی بھائیو یہہ خیالات درست ہیں۔ آپ میں ابھی تک ذات کی قید ہے۔ اگر ہے تو شرم کی بات ہے ؛

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ؛

"عیسائی اسوقت تک سچے عیسائی نہیں ہیں۔ انہیں ابھی اور جوش درکار ہے۔ ذات کی قیود خود رعایا توڑ سکتی ہے۔ جب یہہ قیود ٹوٹ جائینگی اور وہ اس تاریکی سے نکلکر باہر آوینگے تو وہ پادری صاحبان کے پاس حاضر ہونگے اور تب انہیں خدا کی ہستی کا اصلی حسن پیدا ہوگا" ......

الخ یہہ فقرے ہمارے مسیحی بھائیوں اور مشنریوں کے غور کے قابل ہیں ؛

اس کے بعد سوامی جی ایک اور خیال ظاہر فرماتے ہیں کہ ؛

"قبل اس کے کہ مذہب عیسوی سے دنیا واقف ہوئی حضرت عیسےٰ کی روح اس دنیا میں موجود تھی اور جن لوگوں کی نظر میں انجیل ایک سربمہر کتاب ہورہی ہے وہ بھی اسکی نصیحتوں سے واقف ہیں" ؛

بیشک حقیقی نور کی شعاعیں کچھ نہ کچھ سب جگہ چمکتی دکھائی دیتی ہیں۔ مگر آفتاب نصف النہار پر صرف مسیحیت میں چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ اخلاقی تعلیم بہت کچھ ہم ادیان غیر میں دیکھتے ہیں۔ مگر نجات کی پوری حقیقت صرف خدا انسان المسیح کی صلیب ہے۔ جس سے ابتک ہندوستان ناواقف ہے۔ جبتک یہہ صلیب کے علم سے واقف نہوں حقیقت کو نہیں پا سکتے اور نہ معرفت حاصل کرسکتے ہیں ؛

ہست بر معرفت مدار ایں جا
کفر و اسلام را چہ کار ایں جا ؛

حضرت محمد کے ننہال عرب بدوی مسلمانوں نے عین مدینہ کے قریب جہاں حضرت کی مزار ہے بیچاری بیگم صاحبہ بھوپال کے قافلہ کو بندوقوں کا نشانہ بنایا۔ یہہ اسلامی سلطنت کا مرکز ہے۔ جہاں لوٹ مار کے خوف سے ہر ایک وقت زائرین کی جان معرض خطر میں رہتی ہے۔ یہہ وحشی مسلمان اسلام کی تمام قدیمی خوبیوں کو لئے رہتے ہیں۔ یہی اسلامی خوبیاں ہیں۔ جنکا دن رات راگ قادیانی اور دیگر محمدی گایا کرتے ہیں کہ اسلام نے دنیا میں عدل و انصاف قائم کیا۔ علم کے دریا بہا دیئے۔ جھوٹے دعویٰ سے کیا بنتا ہے۔ زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے۔ اعمال دیکھے جاتے ہیں۔ اسلامی دنیا کے اعمال ساری دنیا پر ظاہر ہیں

اے ذوق بس نہ آنکو صوفی جتائیے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہہ چھپا کے تم
داب ہوئے بغل میں صراحی شراب کی ؛

رحمت مسیح واعظ ازسیالکوٹ

مسٹر تلک کی بریت کی خوشی میں تمام مندروں دیوالیہ مین میں روشنی کی گئی۔

اشتہارات

ضرورت

ہوشیارپور مشن سٹیشن میں مندرجہ ذیل کاموں کی ضرورت ہے۔

(۱) ایک مشنری اسسٹنٹ دیہات کے کام کے لئے تنخواہ اور الاؤنس اس جگہ کے لئے پنجاب مشن کے قاعدہ کے مطابق ہونگے۔

(۲) ایک بائبل وومن تنخواہ دس روپیہ حسب لیاقت۔

(۳) ایک استانی یعنی مسیحی عورت اُستاد و یتیم خانہ کے لئے جو مڈل پاس شدہ ہو اور فارسی اور رومن۔ اردو پانچویں جماعت تک بخوبی پڑھا سکے۔ تنخواہ دس روپیہ ماہوار اور رہنے کے لئے مکان مع اسباب۔

(۴) ایک عیسائی اُستانی شہر کے غیر عیسائی اسکولوں کے لئے جو فارسی۔ اردو اور ہندی میں پانچویں جماعت تک بخوبی پڑھا سکے تنخواہ حسب لیاقت دیجاویگی۔

درخواستیں معہ نقل سند ذیل کے پتہ پر بھیجی جاویں۔

پادری کے۔ سی۔ چٹرجی ڈی۔ ڈی ہوشیارپور

عیسائی مناد

ایک عیسائی مناد اور اُس کی بیوی کسی مشن میں خداوند کی خدمت اور بشارت کا کام کرنا چاہتے ہیں اگر کسی کو ضرورت ہو تو ایڈیٹر نور افشان سے خط و کتابت کریں۔

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے۔ تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہے۔ ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بائیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے۔ کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے بیمہ نہیں دیتا ہے۔ اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے۔ جس کسی کو چاہئے۔ مینجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں۔

المشتہر

پادری وائیر سیکرٹری مینجنگ ڈائرکٹر

سہارنپور

ضرورت

ایک انٹرنس پاس۔ ہندی میں ہوشیار اور تجربہ کار کیٹی کسٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ بیس روپیہ سے تیس روپیہ ماہوار تک ہوگی۔

درخواستیں معہ نقول اسناد بنام مشتہر فوراً آنی چاہئیں۔

المشتہر

پادری اینگ سیڈبرگ صاحب بمقام کوٹ نصیب سوگرہ ہیٹن

ضرورت

ایک چھوٹے سے گرلس سکول کے لئے ایک زنانہ ٹیچر اور ایک بائبل وومن کی ضرورت ہے۔ درخواستیں بنام مشتہر دیں۔

المشتہر

مسز فورمن صاحبہ

مشن ہاؤس فیروزپور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ للعہ

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ,, للعہ ,, ہے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
چوتھائی کالم	صہ	لعہ	عـہ
نصف کالم	لعہ	عـہ	سے
پورا کالم	عـہ	سے	ے
پورا صفحہ	للعہ	صـہ	اعـہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے فی سطر کالم ار لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ بچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ معہ محصول عہ

قیمت سالانہ تا شاہ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی ماڈیٹر و منیجر نور افشاں کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ داکی کے اہتمام سے چھپا